قطعہ ومنقبت

حسان الہند حضرت مولانا شاہ نعیم عطاؔ صاحب سلونی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سلون، رائے بریلی

مانا کہ ہے ناقص فردِ عمل ایمان ویقیں سے کام تو لے
اولادِ پیمبرؐ کا دامن با حسن و عقیدت تھام تو لے

ہیں پانچ بھی بارہ بھی تیرے چودہ بھی بہتر بھی تیرے
بگڑی بھی تری بن جائے گی ان میں سے کسی کا نام تو لے

۞

السلام اے شہِ مظلوم امام کونینؑ
تیری ہر سمت مچی دھوم امام کونینؑ

آمرِ قتل ترا اور وہ شمر ملعوں
سب شفاعت سے ہیں محروم امام کونینؑ

جنّتی کوئی ازل سے تو کوئی ناری ہے
ٹلنے والا نہیں مقسوم امام کونینؑ

شام کی فوج میں موجود تھے جو بارہ ہزار
جلد سب ہوگئے معدوم امام کونینؑ

کون جنت میں گیا کون گیا دوزخ میں
سب حقیقت ہوئی معلوم امام کونینؑ

آپ کی مدح میں ہے رطب لسانی حاصل
آپ سمجھیں مرے مفہوم امام کونینؑ

کیا قیامت ہے کہ میداں میں نظر آئیں تھیں
ننگے سر زینبؑ و کلثومؑ امام کونینؑ

امتحاں اچھّوں کا ہوتا ہے مصیبت سے مدام
چلے، خنجر، سر، حلقوم امام کونینؑ

تا قیامت ہے حسینؑ ابن علیؑ پر گریہ
روئیں گے شام سے تا روم امام کونینؑ

بُلبلیں نوحہ کناں ہوں گی سرِ قبر حسینؑ
نایحِ گورِ عدو[1] بوم امام کونینؑ

واقعہ گو کہ پرانا ہے زمین طف[2] کا
آج بھی لوگ ہیں مغموم امام کونینؑ

یہ شہادت تو کچھ ایسی ہے کہ تا روز قیام
روئیں گے زندہ و مرحوم امام کونینؑ

اہل بیت نبوی کے لئے غم پیدا تھا
آپ کے بھائی تھے مسموم امام کونینؑ

انبیاؑ جتنے تھے معصوم ہوئے تھے پیدا
چودہ اب بھی تو ہیں معصوم امام کونینؑ

جانشینی کی مری دل میں تمنا ہو جسے
رہے سجادے سے محروم امام کونینؑ

خلق دنیا میں ہے جتنی بھی نبیؐ کی امت
آپ ہم سب کے ہیں مخدوم امام کونینؑ

شکر ہے خوبیٔ قسمت سے ہوا سعد نعیمؔ
فضل خالق سے نہیں شوم امام کونینؑ

(۱) یزید (۲) کربلائے معلّٰی کا دوسرا نام ہے۔

فسانہ صلح

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ سعیدؔ، پاکستان

بدل رہی ہے ابھی سے فضا زمانے کی
یہ ابتدا ہے ابھی تو مرے فسانے کی

مجھے کچھ اور سنانے تو دو فسانۂ دل
کہ تھم گئی ہیں ذرا گردشیں زمانے کی

یہ کائنات کا چہرہ ہے کیوں غبار آلود — کہیں یہ خاک نہ ہو میرے آشیانے کی
جو پوچھنا ہو تو زخموں سے پوچھ لو میرے — زباں میں تاب نہیں دردِ دل سنانے کی
وہ کیا ہنسے گا جو ہنسنے کو جانتا ہی نہ ہو — زمانہ لاکھ کرے کوششیں ہنسانے کی
کچھ اور طرز نئے ڈھونڈ امتحاں کے لئے — اگر ہو اور ہوس مجھ کو آزمانے کی
تجھے یہ دُھن کہ چمن میں رہے نہ نام و نشاں — مجھے بھی ضد ہے نشیمن یہیں بنانے کی
یہ کس نے ہنس کے گرائی تھی برق گلشن پر؟ — یہ کس نے رو کے بدل دی فضا زمانے کی؟
لگا کے آگ ہزاروں ہیں پھونکنے والے — ذرا کرے کوئی ہمت چمن لگانے کی!
تری نگاہ کا پھرنا بھی اک قیامت تھا — وہی ہوا کہ نظر پھر گئی زمانے کی
مری حیات میں مضمر ہے امن کی تاریخ — پیامِ صلح ہے سرخی مرے فسانے کی
کبھی تو جنگ سے ہوتا ہے امتحانِ وفا — کبھی ہے صلح بھی تدبیر آزمانے کی
حسنؑ کی صلح تھی صلح حدیبیہ کی نظیر — بھری ہے صلح سے تاریخ اس گھرانے کی
نہ ان کو تاج کی خواہش نہ شوقِ جاہ و حشم — نہ ان کے دل میں ہوس تھی لہو بہانے کی
نہ ملک و مال سے ان کی امامتوں کو ثبات — نہ اقتدار میں حاجت کسی بہانے کی
یہ صلح و امن کا جذبہ دلیل ضعف نہ تھا — ابھی کلائی میں طاقت تھی تیغ اُٹھانے کی
حنین و بدر و احد اور خندق و خیبر — یہ سرخیاں تھیں اسی تیغ کے فسانے کی
ان انگلیوں سے لرزتے تھے کفر کے دامن — صلاحیت تھی ابھی دھجیاں اڑانے کی
یہی کلائیاں تھیں ذوالفقار کی وارث — انھیں کے ہاتھ میں نبضیں رہیں زمانے کی
علیؑ کا زور تھا باقی حسنؑ کے بازو میں — ابھی تو گونج تھی گذرے ہوئے فسانے کی
عیاں ابھی سے تھا تاریخ کا نشیب و فراز — نظر نظر میں تھی ترتیب کل فسانے کی
یہ امن و صلح کی کوشش تھی مقصد بعثت — بڑی غرض تھی یہ پیغمبروں کے آنے کی
نہ فرق صلح سے آیا کوئی رسالت میں — گھٹی نہ شان امامت کے آستانے کی
بدل سکا نہ خدا کا دیا ہوا منصب — حکومتیں تو بدلتی رہیں زمانے کی
دلیل ہے تری عصمت پہ دوشِ ختم رسلؐ — گواہ تیری امامت پہ مہر شانے کی
خدا کی دین ہے یہ حسنِ گیسوئے عصمت — یہ زلف وہ نہیں محتاج ہو جو شانے کی
اِدھر اٹھائیں حسنؑ نے رسولؐ کی زلفیں — جھکیں قدم پہ اُدھر گردشیں زمانے کی
نہیں ہے اپنے عناصر کا انتشار سعیدؔ — بکھر گئی ہیں یہ لڑیاں مرے فسانے کی